قواعد فقہیہ کا تحقیقی جائزہ: قرآن وسنت کے تناظر میں

A critical analysis of Islamic legal maxims in the light of Quran and Sunnah

شاہد امین [i] ممتاز خان [ii]

Abstract

Every epistemology has fundamental rules and principles, which provide nourishment in designing framework. Similarly Fiqh (school of Islamic jurisprudence) has some basic rules and principles known as Al Qawaid al-fiqhiyyah. These rules are derived from Quran and Sunnah, which are infallible sources. This article proves that these principles: Al Qawaid al-fiqhiyyah are not man's creation but these are resultant from Quran and Sunnah .To understand the theme and purpose of injunctions of Islam, one has to study and understand these principles thoroughly.These rules and principles capableus to solve contemporary issues and problems.

قواعد فقہیہ کا مختصر تعارف

ہماری یہ زمین کتنی ہی تہذیبوں کا مدفن اور بے شمار علوم وفنون کا مظہر ہے، سیدنا آدم علیہ السلام نے جس دم آسمان سے اس دھرتی کے سینے پر قدم رکھا، حیوانوں اور جنوں سے بھری ہوئی اس دنیا میں علم وفن کے چراغ اور فکر نظر کے دیپ جل اُٹھے، اس وقت سے آج تک تاریخ کا کوئی دور ایسا نہیں گزرا، جس میں اولاد آدم کا قافلہ مکمل طور پر اس مشعلِ راہ سے تہی دست و محروم ہو کر حیوانیت کی تاریک راہوں میں بھٹک گیا ہو، ساتویں صدی عیسوی میں اسلام کی آمد کے بعد علم وفن کے صحن میں ایک نئی صبح نمودار ہوئی اور تحقیق ومعرفت کے بند دروازے کھلے، آپ دنیا میں جس طرف بھی نظر اٹھائیں گے، مختلف علوم کی ایک آباد بستی نظر آئے گی، چاہے ان علوم کا تعلق دین ومذہب سے ہو یا دنیا ومافیہا سے، روحانیت سے ہو یا مادیت سے، علوم وفنون کی اس کہکشاں کا ایک روشن حصہ علم فقہ ہے، جس کو سیکھنے کا اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے بندوں کو تاکیدی حکم دیا ہے۔ جس طرح ہر علم کے کچھ قواعد واصول ہوتے ہیں، جن پر اس علم کی

i ایم فل سکالر، ڈیپارٹمنٹ آف اسلامک سٹڈیز، عبد الولی خان، مردان

ii ایم فل ریسرچ سکالر، ڈیپارٹمنٹ آف اسلامک سٹڈیز، عبد الولی خان، مردان

عمارت قائم رہتی ہے؛ اسی طرح فقہ کے بھی کچھ قواعد ہیں، جن کے گرد فقہ کی تمام جزئیات چکر لگاتی ہیں، مناسب معلوم ہوتا ہے کہ سلسلہ گفتگو کو دراز کرنے سے پہلے قواعد فقہیہ کی تعریف کر دی جائے؛ تاکہ ان کے مباحث کا سمجھنا آسان ہو جائے، قواعدِ فقہیہ کی مختلف انداز سے علماء نے تعریف کی ہے۔

لغوی تعریف

قاعدۃ، قاعد کا مؤنث ہے "قاعدة التمثال" وہ بلند چبوترہ جس پر پتھر نصب کیا جائے، صلہ کے بدل جانے سے معنی میں بھی تبدیلی پیدا ہو جاتی ہے[1] ۔ اصل کے معنی بنیاد اور اساس کے ہیں: "وَهِيَ لُغَةً الْأَسَاسُ[2] "

قرآن میں بھی قاعدہ کو اس معنی میں استعمال کیا گیا ہے:

قَدْ مَكَرَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَأَتَى اللَّهُ بُنْيَانَهُمْ مِنَ الْقَوَاعِدِ[3]

"ان سے پہلے بہت سے لوگ مکاریاں کر چکے ہیں، تو انسان نے ان کے مکر کی عمارت جڑ سے اکھاڑ پھینکی۔"

اصطلاحی تعریف

اصطلاح میں قاعدہ اس اصل کلی کو کہتے ہیں جو اپنی ساری جزئیات پر منطبق ہو[4]۔"

وَاصْطِلَاحًا حُكْمٌ كُلِّيٌّ يَنْطَبِقُ عَلَى جَمِيعِ جُزْئِيَّاتِهِ لِتَصَوُّرِ أَحْكَامُهَا مِنْهُ

" قاعدہ اصطلاح میں ایسی اصلِ کلی کو کہا جاتا ہے جو اپنی ساری جزئیات پر منطبق ہو؛ تاکہ اس قاعدہ کے ذریعہ اس کی جزئیات کا علم ہو سکے۔"

قاعدہ سے ایک قریبی لفظ "ضابطہ" ہے ضابط اسم فاعل کا صیغہ ہے، اس کی جمع "ضبطة" اور "ضباط" آتی ہے، لغت میں اس کا معنی ٹھوس حافظہ والا بتایا جاتا ہے اور اصطلاح میں اس کی تعریف تھوڑے فرق کے ساتھ قاعدہ ہی کی سی ہے، اس میں فرق یہ ہیں:

"اَلضَّابِطُ مَايَجْمَعُ فُرُوعًا مِنْ بَابٍ وَاحِدٍ بِخِلَافِ الْقَاعِدَةِ وَهِيَ مَايَجْمَعُهَا مِنْ أَبْوَابٍ شَتَّى[5]

"ضابطہ ایک ہی باب کی فروعات کو جامع ہوتا ہے، جب کہ قاعدہ مختلف ابواب کی فروعات کو جامع ہوتا ہے۔"

قاعدہ سے دوسرا قریبی لفظ "اصول" ہے اہلِ فن نے ان دونوں میں بھی فرق کیا ہے، اصول کا تعلق الفاظ کی دلالت، نصوص کے ذریعہ ثبوت اور احکام کے طریق استنباط سے ہوتا ہے اور "قواعد" شریعت کے مزاج

کو ظاہر کرتے ہیں اور شریعت ان کی رعایت کی متقاضی ہوتی ہے (قرآن نے اس کی طرف اشارہ کیا ہے۔[6] اصول کی حیثیت کلیات کی ہوتی اور قواعد "اکثریہ" ہوتے ہیں۔

سب سے جامع تعریف یہ ہے، قواعد فقہیہ کی تعریف کرتے ہوئے آپ تحریر فرماتے ہیں:

أصول فقهية كلية في نصوص موجزة دستورية تتضمن أحكاما تشريعية عامة في الحوادث التي تدخل تحت موضوعها[7].

"وہ عمومی فقہی اصول ہیں، جن کو مختصر قانونی زبان میں مرتب کیا گیا ہو اور جن میں ایسے عمومی قانونی اور فقہی احوال بیان کئے گئے ہوں، جو اس موضوع کے تحت آنے والے حوادث وواقعات کے بارے میں ہوں۔"

قاعدہ کلیہ کی حیثیت صرف یہ ہے کہ وہ زیرِ بحث موضوع سے متعلق فقہ اسلامی کی عمومی فکر اور منہاج کو واضح کرتا ہے، اس سے یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ فلاں مسئلہ میں فقہی رخ معلوم کرنے کا عمومی اسلوب کیا ہے؛ لہٰذا جس طرح فقہ کے دوسرے جزئی اور فروعی احکام براہِ راست یا بالواسطہ قرآن وسنت سے ماخوذ ہیں، اسی طرح قواعدِ کلیہ بھی قرآن وسنت سے ماخوذ ہیں؛ اگر کوئی قاعدہ کلیہ قرآن وسنت کے کسی حکم سے متعارض ہو تو اسکی سرے سے کوئی حیثیت نہیں ہے[8]۔ اسی طرح قواعد فقہ کے اہم مقاصد اور فوائد پر روشنی ڈالتے ہوئے "مجلۃ الاحکام" کے مرتبین وشارحین رقمطراز ہیں:

"فقہی احکام کی پشت پر جو عمومی اندازِ فکر کار فرما ہے، اس سے ایک عمومی واقفیت پیدا کرنے کے لیے اِن قواعد کا مطالعہ ناگزیر ہے، قواعدِ کلیہ کے مطالعہ سے فقہی احکام سے ایک گونہ مناسبت پیدا ہو جاتی ہے، قواعد کلیہ کے مطالعہ سے فقہ اسلامی میں گہرا ادرک حاصل ہو جاتا ہے، منتشر ومتفرق فقہی مسائل کو مرتب ومنضبط کرنے اور انھیں ایک مربوط قانونی نظام کے تحت لانے میں مدد ملتی ہے، فروع وجزئیات چونکہ بے شمار ہیں اس لیے ان سب کے تفصیلی دلائل یاد کرنا اور مستحضر رکھنا مشکل ہے؛ اگر قواعدِ کلیہ اور ان کے ماخذ ودلائل سے ایک بار واقفیت پیدا ہو جائے تو ان کے تحت آنے والے فروع وجزئیات کی جڑ ہاتھ آجاتی ہے، قواعدِ کلیہ سے واقفیت کے بعد انسان کے لیے روز مرہ زندگی میں شریعت کے نقطہ نظر کو جاننا اور اپنے معاملات پر منطبق کرنا آسان ہو جاتا ہے[9]۔"

مذکورہ بالا کلام سے چند باتیں معلوم ہوئیں:

أ- قواعد فقہ کو اسلام کے مزاج اور عمومی فکر وفلسفہ کو سامنے رکھ کر مرتب کیا گیا۔

ب- اس کا مقصد فقہ اسلامی کے انداز تفکیر اور فقہی حکم معلوم کرنے کے صحیح طریقہ کار سے واقفیت حاصل کرنا، نیز بے شمار فروع مسائل کے دریا کو چند اصولی قواعد کے کوزہ میں بند کرنا ہے، تاکہ استخراجِ مسائل کے ساتھ ساتھ استحضارِ مسائل میں بھی آسانی کی راہ ہموار کی جاسکے۔

ت- فروع مسائل کی طرح یہ اصولی قواعد بھی کتاب وسنت ہی سے ماخوذ ہیں، ان کا سرچشمہ قرآن وحدیث یا اجماعِ صحابہ کے علاوہ دوسری چیز نہیں ہے۔

دورِ حاضر میں جہاں فقہی مسائل وجزئیات پر بے جا اعتراضات کئے گئے، وہیں قواعد فقہ کو بھی طعن وتشنیع کا نشانہ بنایا گیا اور یہ غلط پروپیگنڈہ کیا گیا کہ یہ قواعد وضوابط قرآن وحدیث پر عمل نہ کرنے کا مہذب حیلہ اور بہانہ ہیں؛ پھر یہ بھیانک تہمت فقہاء پر لگائی کہ وہ پہلے ایک قاعدہ بناتے ہیں؛ پھر نصوص کو اسی قاعدہ کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کرتے ہیں، چاہے آثار نبویہ کی رعایت رہے یا نہ رہے۔

اگرچہ قواعد فقہ کی مفصل کتابیں اور فقہی قاعدوں کا حقیقت پسندانہ جائزہ لینے والوں کے سامنے ان الزامات واعتراضات کی کوئی وقعت نہیں ہے، پھر بھی بطورِ نمونہ ذیل میں چند فقہی قواعد بیان کرکے حدیث پاک سے ان کی تائیدات ودلائل پیش کیے جاتے ہیں، جن سے یہ حقیقت بالکل عیاں ہوجاتی ہے کہ ان قواعد کے خمیر میں بھی حدیث وسنت ہی کا ماء شیریں موجود ہے۔ ضباط

1. فقہی قاعدہ

لَاثَوَابَ إِلَّا بِالنِّيَّةِ "ثواب کا دارومدار نیت پر ہے۔"

اس قاعدہ کو فقہاء "الْأُمُورُ بِمَقَاصِدِهَا" کے الفاظ سے بھی تعبیر کرتے ہیں، یعنی ہر کام کی اچھائی اور برائی کا دارومدار فاعل کی نیت پر ہے؛ اگر اس کی نیت ثواب کی ہے اور شریعت میں اس عمل کی اجازت بھی ہے تو ثواب ملے گا اور اگر کام جائز ہو لیکن کام کرنے والے کی نیت بری ہو تو وہی کام گناہ کا سبب بن جائے گا؛ اسی طرح کوئی شخص بغیر نیت کے کوئی مباح کام کرے تو اس کو نہ ثواب ملے گا نہ گناہ ہوگا، غور کیا جائے تو یہ قاعدہ درجِ ذیل حدیث سے مستنبط ہے، امام بخاریؒ حضرت عمرؓ سے نبی کریم ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں:

إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ وَإِنَّمَالِكُلِّ امْرِئٍ مَانَوَى[10] "اعمال (کے ثواب) کا دارومدار نیت پر ہے، ہر آدمی کے لیے وہی ہے جس کی اس نے نیت کی۔"

2. فقہی قاعدہ

الْيَقِينُ لَايَزُولُ بِالشَّكِّ "شک کی وجہ سے یقین زائل نہیں ہوتا۔"

یعنی اگر ایک شخص کو کسی کام کے ہونے یا نہ ہونے کا پورا یقین تھا؛ پھر کسی وجہ سے شک پیدا ہو گیا تو اس شک کی وجہ سے وہ یقین ختم نہیں ہو گا؛ بلکہ وہ بحالہ برقرار رہے گا اور شک پر عمل نہیں کیا جائے گا، یہ قاعدہ اس صحیح حدیث سے ماخوذ ہے:

إِذَاشَكَّ أَحَدُكُمْ فِي صَلَاتِهِ فَلَمْ يَدْرِ كَمْ صَلَّى ثَلَاثًا أَمْ أَرْبَعًا فَلْيَطْرَحْ الشَّكَّ وَلْيَبْنِ عَلَى مَااسْتَيْقَنَ[11]."

اگر کسی کو دورانِ نماز شک ہو جائے کہ اس نے تین رکعت پڑھی ہے یا چار رکعت، تو وہ شک کو چھوڑ دے اور جس کا یقین ہو اس پر عمل کرے۔"

3. فقہی قاعدہ

مَنْ تَيَقَّنَ الْفِعْلَ وَشَكَّ فِي الْقَلِيلِ، وَالْكَثِيرِ حَمَلَ عَلَى الْقَلِيلِ؛ لِأَنَّهُ الْمُتَيَقَّنُ."

جس شخص کو کسی فعل کے وجود کا یقین ہو؛ لیکن کمی وزیادتی میں شک ہو جائے تو اس فعل کو قلیل پر محمول کیا جائے گا؛ کیونکہ وہ یقینی ہے۔"

مطلب یہ ہے کہ اگر کسی آدمی کو کسی عبادت وغیرہ کی مقدار میں اشتباہ ہو جائے، مثلاً نماز میں یا روزہ میں شبہ ہو جائے کہ اس نے تین رکعت پڑھی ہے یا چار رکعت، چھوٹے ہوئے روزوں کی قضاء کے بارے میں شک ہو جائے کہ دس روزہ کی قضاء کی ہے یا آٹھ کی، تو اس صور میں حکم یہ ہے کہ کم تعداد پر عمل کرتے ہوئے تین رکعت اور آٹھ روزوں کی قضاء مانی جائے گی؛ کیونکہ تین اور چار؛ اسی طرح آٹھ اور دس میں، تین اور آٹھ تو یقینی ہیں، زائد میں شک ہے؛ لہٰذا مذکورہ قاعدہ کے مطابق کم تعداد کو یقینی مان کر اسی پر عمل کیا جائے گا، یہ قاعدہ مذکورۂ ذیل کی حدیث نبوی ﷺ سے مستنبط ہے:

إِذَاسَهَا أَحَدُكُمْ فِي صَلَاتِهِ فَلَمْ يَدْرِ وَاحِدَةً صَلَّى أَوْثِنْتَيْنِ فَلْيَبْنِ عَلَى وَاحِدَةٍ فَإِنْ لَمْ يَدْرِ ثِنْتَيْنِ صَلَّى أَوْثَلَاثًا فَلْيَبْنِ عَلَى ثِنْتَيْنِ فَإِنْ لَمْ يَدْرِ ثَلَاثًا صَلَّى أَوْأَرْبَعًا فَلْيَبْنِ عَلَى ثَلَاثٍ.

"اگر کوئی شخص نماز میں بھول جائے اور اس کو شک ہو جائے کہ اس نے ایک رکعت پڑھی ہے یا دو رکعت؛ تو وہ ایک رکعت پر نماز کی بناء کرے اور اگر شک ہو جائے کہ دو رکعت پڑھی ہے یا تین رکعت تو وہ دو رکعت کا اعتبار کرتے ہوئے نماز پوری کرے اور اگر شک ہو جائے کہ تین رکعت پڑھی ہے یا چار، تو وہ تین رکعت پر بناء کرے[12]۔"

4. فقہی قاعدہ

الْمَشَقَّةُ تَجْلُبُ التَّيْسِيرَ "مشقت آسانی کو لاتی ہے۔"

یعنی اگر کسی حکم پر عمل کرنے میں اجتماعی دشواری ہو اور اس عمل کو بہت زیادہ تکلیف ومشقت کے بغیر نہ کیا جاسکتا ہو تو اس میں تخفیف اور آسانی پیدا کرتی جاتی ہے، اس قاعدہ کی دلیل یہ احادیثِ صحیحہ ہیں:

لَوْلَاأَنْ أَشُقَّ عَلَى أُمَّتِي أَوْعَلَى النَّاسِ لَأَمَرْتُهُمْ بِالسِّوَاكِ مَعَ كُلِّ صَلَاةٍ"

اگر مجھے امت پر یا لوگوں پر تنگی اور مشقت کا خوف نہ ہوتا تو میں ان کو ہر نماز کے وقت مسواک کا حکم دیتا۔"

اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل ہے:

أَعْتَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْعِشَاءِ فَخَرَجَ عُمَرُ فَقَالَ الصَّلَاةَ يَارَسُولَ اللَّهِ رَقَدَ النِّسَاءُ وَالصِّبْيَانُ فَخَرَجَ وَرَأْسُهُ يَقْطُرُ يَقُولُ لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلَى أُمَّتِي أَوْعَلَى النَّاسِ وَقَالَ سُفْيَانُ أَيْضًا عَلَى أُمَّتِي لَأَمَرْتُهُمْ بِالصَّلَاةِ هَذِهِ السَّاعَةَ.

"نبی کریم ﷺ ایک مرتبہ عشاء کی نماز کے لیے بہت دیر تک تشریف نہیں لائے، جب بہت دیر ہوگئی تو حضرت عمرؓ باہر نکلے اور آواز لگائی، اے اللہ کے رسول ﷺ! نماز (کے لیے بہت دیر ہوگئی ہے) عورتیں اور بچے سوگئے ہیں، اس کے بعد آپ ﷺ اس حالت میں باہر آئے کہ آپ ﷺ کے سر سے پانی ٹپک رہا تھا اور فرمایا: اگر میری امت پر، یا فرمایا: لوگوں پر، مشقت کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں ان کو حکم دیتا کہ وہ اس نماز کو اسی وقت ادا کریں۔"

ان احادیث میں نبی کریم ﷺ نے مشقت وتنگی کے پیشِ نظر امت پر آسانی فرماتے ہوئے ان دونوں باتوں کا حکم نہیں دیا[13]۔

5. فقہی قاعدہ

الضَّرُورَاتُ تُبِيحُ الْمَحْظُورَاتِ" ضرورت ممنوعات کو مباح کر دیتی ہے۔"

یعنی مجبوری کی صورت میں شریعت کی حرام کردہ اور ممنوع چیز کو ضرورت کی حد تک استعمال کرنا درست اور جائز ہے، مثلاً: شراب اور خنزیر کا گوشت حرام ہے؛ لیکن مجبوری کی حالت میں جب کہ موت کا اندیشہ ہو ان چیزوں کو کھانا جائز ہے، مندرجۂ ذیل احادیث صحیحہ سے اس قاعدہ کی تائید ہوتی ہے۔

شریعت کا ضابطہ ہے کہ جو شخص حج کو جائے تو وہ ۱۰/ ذی الحجہ کو ذبح کے بعد اپنے بال کٹائے گا؛ لیکن ضرورت کی بناء پر آپ ﷺ نے اس سے پہلے بھی بال کاٹنے کی اجازت دی ہے:

أَنَّ النَّبِيَّ مَرَّبِهِ وَهُوَبِالْحُدَيْبِيَةِ قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَ مَكَّةَ وَهُوَمُحْرِمٌ وَهُوَيُوقِدُ تَحْتَ قِدْرٍ وَالْقَمْلُ يَتَهَافَتُ عَلَى وَجْهِهِ فَقَالَ أَتُؤْذِيكَ هَوَامُّكَ هَذِهِ فَقَالَ نَعَمْ فَقَالَ احْلِقْ

"مکہ میں داخل ہونے سے پہلے نبی رحمت ﷺ حدیبیہ کے مقام پر میرے پاس سے گزرے، میں اس وقت حالتِ احرام میں تھا، سر کی جوئیں (کثرت کی وجہ سے) میرے چہرے پر رینگ رہی تھیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا یہ جوئیں تم کو پریشان کر رہی ہیں؟ میں نے جواب دیا ہاں! اے اللہ کے رسول ﷺ، تو آپ ﷺ نے مجھے بال کٹا لینے کا حکم دیا۔"

اسی طرح آپ ﷺ نے مجبوری کی وجہ سے ریشم کا کپڑا پہننے کی اجازت دی:

رَخَّصَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْرُخِّصَ لِلزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ وَعَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ فِي لُبْسِ الْحَرِيرِ لِحِكَّةٍ كَانَتْ بِهِمَا[14]"

ریشم کا استعمال مردوں کے لیے حرام ہے؛ لیکن ضرورت کی بناء پر آپ ﷺ نے اس کے استعمال کی اجازت دی۔"

6. فقہی قاعدہ

لَاضَرَرَ وَلَاضِرَارَ[15]" نہ ابتداً کسی کا نقصان کرو نہ اختتاماً۔"

7. فقہی قاعدہ

الضَّرَرُ لَايَزَالُ بِالضَّرَرِ "نقصان کی پابجائی نقصان پہنچا کر نہیں کی جائے گی۔"

یعنی اگر کسی شخص نے پتھر مار کر کسی کے گھر کے شیشے توڑ دیئے تو وہ بھی بدلہ میں اس کے گھر کے شیشے نہ توڑے؛ بلکہ قیمت وصول کرلے، یہ دونوں قاعدہ اس حدیثِ مبارک سے مستفاد ہوتے ہیں، آنحضرت ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

لَاضَرَرَ وَلَاضِرَارَ مَنْ ضَارَّ ضَارَّهُ اللَّهُ وَمَنْ شَاقَّ شَقَّ اللَّهُ عَلَيْهِ[16]"

نہ ابتداً نقصان پہنچاؤ نہ بدلہ میں، جو کسی دوسرے کو نقصان پہنچائے گا اللہ اس کا نقصان کریں گے، جو کسی دوسرے کو مشقت پہنچائے گا اللہ اس کو مشقت میں ڈالیں گے۔"

8. فقہی قاعدہ

الْعَادَةُ مُحَكَّمَةٌ "عادت فیصلہ کرنے والی ہے۔"

یعنی اگر کسی جگہ کا عرف اور کسی مقام کے لوگوں کی کوئی عادت، شریعت کے خلاف نہ ہو تو دینی اور دنیوی معاملات میں اس عادت کی رعایت کی جائے گی اور جھگڑے کے موقع پر اس عرف کے مطابق فیصلہ کیا جائے گا، مندرجہ ذیل احادیثِ شریفہ میں ہمیں یہ قاعدہ صاف نظر آتا ہے:

الْوَزْنُ وَزْنُ أَهْلِ مَكَّةَ وَالْمِكْيَالُ مِكْيَالُ أَهْلِ الْمَدِينَةِ "وزن تو اہلِ مکہ کا ہے اور ناپ تو اہلِ مدینہ کا ہے۔"

یعنی خطۂ عرب کے اندر تولی جانے والی اشیاء میں مکہ والوں کے وزن کا اعتبار کیا جائے گا اور ناپ کر دی جانے والی چیزوں میں اہلِ مدینہ کے ناپ کے مطابق معاملہ کیا جائے گا۔

ایک صحابیہؓ نے آپ ﷺ کی خدمت میں اپنے شوہر کی بخالت کی شکایت کی کہ وہ گھر کا خرچ پورا نہیں دیتے ہیں تو آپ ﷺ نے اس سے فرمایا:

خُذِي مَايَكْفِيكِ وَوَلَدَكِ بِالْمَعْرُوفِ "عرف وعادت کے مطابق جو تمہارے اور تمہارے لڑکے کے لیے کافی ہوتا ہے وہ لے لو۔"

پہلی حدیث میں آپ ﷺ نے اہلِ مکہ کے وزن اور اہلِ مدینہ کے عرفی ناپ کو معیار قرار دیا اور دوسری حدیث میں عرف وعادت کو تسلیم کرتے ہوئے اس کے مطابق فیصلہ فرمایا[17]۔

9. فقہی قاعدہ

إِذَااجْتَمَعَ الْحَلَالُ وَالْحَرَامُ غَلَبَ الْحَرَامُ "جب کسی چیز میں حلال وحرام مل جائیں تو حرام کا اعتبار کیا جائے گا۔"

یعنی کسی چیز کی حالت وحرمت میں شبہ ہو جائے کہ یہ چیز حلال ہے یا حرام، یا ایک چیز میں حلال وحرام، جائز وناجائز دونوں پہلو جمع ہو جائیں تو حرام کو ترجیح دیتے ہوئے اس شئی کے حرام ہونے کا حکم لگایا جائیگا، یہ قاعدہ ان احادیثِ شریفہ سے ماخوذ ہے:

إِنَّ الْحَلَالَ بَيِّنٌ وَإِنَّ الْحَرَامَ بَيِّنٌ وَبَيْنَهُمَا مُشْتَبِهَاتٌ لَايَعْلَمُهُنَّ كَثِيرٌ مِنَ النَّاسِ فَمَنْ اتَّقَى الشُّبُهَاتِ اسْتَبْرَأَ لِدِينِهِ وَعِرْضِهِ وَمَنْ وَقَعَ فِي الشُّبُهَاتِ وَقَعَ فِي الْحَرَامِ

"حلال بھی ظاہر ہے اور حرام بھی ظاہر ہے اور ان دونوں کے درمیان مشتبہ چیزیں ہیں (جن کی صحیح حقیقت ظاہر نہیں ہے) اکثر لوگ اس کو نہیں جانتے؛ لہٰذا جو شخص ان مشتبہ چیزوں سے بچ گیا اس کا دین اور عزت محفوظ ہے اور جو شبہات میں پڑ گیا وہ حرام میں مبتلا ہو گیا۔"

ایک مرتبہ صحابیؓ نے خدمتِ اقدس میں عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ میں بسم اللہ پڑھ کر اپنے کتے کو چھوڑتا ہوں، جب وہ شکار کر لیتا ہے تو میں دیکھتا ہوں کہ شکار کئے ہوئے جانور کے پاس ایک دوسرا کتا بھی کھڑا ہے، جس پر میں نے اللہ کا نام نہیں لیا ہے اور مجھے اندازہ نہیں ہوتا ہے کہ شکار میرے کتے نے کیا ہے یا دوسرے کتے نے؛ تو ایسی صورت میں شکار کو کیا کروں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لَاتَأْكُلْ إِنَّمَاسَمَّيْتَ عَلَى كَلْبِكَ وَلَمْ تُسَمِّ عَلَى الْآخَرِ

"اس کو مت کھاؤ؛ کیونکہ تم نے اپنے کتے کو چھوڑتے وقت اللہ کا نام لیا ہے، دوسرے کتے پر نہیں لیا۔ اس حدیث میں حلال وحرام دونوں کے جمع ہو جانے کی وجہ سے آپ ﷺ نے اس شکار کے حرام ہونے کا حکم دیا[18]۔"

10. فقہی قاعدہ

لاعبرۃللتواھم" وہم وخیال اور وسوسہ کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔"

مثلاً: اگر کسی آدمی کو بار بار وہم ہو جاتا ہے کہ فلاں کام کیا یا نہیں؟ تو وہ شخص اس وہم پر توجہ نہ دے؛ بلکہ یقین اور گمان غالب پر عمل کرے، مندرجہ ذیل حدیث نبوی ﷺ میں اس قاعدہ کی طرف رہنمائی ملتی ہے، ایک آدمی نے حاضرِ خدمت ہو کر عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! ایک شخص کو نماز پڑھتے ہوئے یہ وہم ہو جاتا ہے کہ اس کا وضوء ٹوٹ گیا ہے تو ایسی صورت میں وہ کیا کرے، آپ ﷺ نے فرمایا:

لَایَنْفَتِلْ أَوْلَایَنْصَرِفْ حَتّٰی یَسْمَعَ صَوْتًا أَوْیَجِدَ رِیحًا"وہ نماز سے نہ پھرے؛ یہاں تک کہ آواز سن لے یا بدبو محسوس کرے[19]۔"

11. فقہی قاعدہ

مَاحَرُمَ أَخْذُہُ حَرُمَ إِعْطَاؤُہُ"جس چیز کو لینا حرام ہے اس کو کسی دوسرے کو دینا بھی حرام ہے۔"

یہ حدیث اس قاعدہ کی بین دلیل ہے:

الرَّاشِي وَالْمُرْتَشِي فِي النَّارِ"رشوت لینے والا اور رشوت دینے والا دونوں جہنمی ہیں[20]۔"

12. فقہی قاعدہ

کل مالایجوز أكله أوشربه من المأكولات والمشروبات لا يجوز بيعه ولايحل ثمنه

"ماکولات ومشروبات میں سے جس چیز کا کھانا اور پینا حرام ہے اس کو بیچنا اور اس کی قیمت سے فائدہ اٹھانا بھی حرام ہے۔"

مثلاً: شراب پینا حرام ہے تو اس کو بیچنا بھی حرام ہے؛ اسی طرح اس کی قیمت کو استعمال کرنا بھی درست نہیں ہے، یہ قاعدہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشادِ گرامی سے مستنبط ہے:

لَعَنَ اللّٰہُ الْیَھُوْد، ثَلَاثًا، حُرِّمَتْ عَلَیْھِمُ الشُّحُومُ ، فَبَاعُوھَا وَأَکَلُوا أَثْمَانَھَا، وَإِنَّ اللّٰہ اِذَاحَرَّمَ عَلَی قَوْمٍ، أَکَلَ شَیْئً حَرَّمَ ثَمَنَہ

"اللہ تعالیٰ یہود پر لعنت کرے (تین مرتبہ آپ ﷺ نے یہ جملہ فرمایا) ان کے اوپر چربی کو حرام کیا گیا تھا تو انھوں نے اس کو بیچ کر اس کی قیمت کو استعمال کیا، اللہ تعالیٰ جب کسی قوم پر کسی چیز کا کھانا حرام فرمادیتے ہیں تو اس کی قیمت کو بھی حرام کر دیتے ہیں[21]۔"

نتائج

قواعد فقہیہ ایک ایسا علم ہے جس میں قواعد واصول کے تحت احکام مرتب کیے جاتے ہیں۔ یہی قواعد واصول خود ساختہ نہیں بلکہ قرآن وسنت کے قطعی دلائل سے مأخوذ ہیں۔ ان کے سمجھنے سے شریعت کے کئی لاینحل مسائل بآسانی معلوم کیے جاسکتے ہیں۔

حواشی وحوالہ جات

1 احمد بن فارس الرازی، معجم مقاییس اللغۃ، مادۃ: قعد، ۵:۱۰۸، دار الفکر بیروت، الطبعۃ الأولیٰ: ۱۳۹۹ھ /۱۹۷۹م

2 احمد بن محمد الحموی، غمز عیون البصائر بشرح الاشباہ والنظائر ۱:۵۱، الطبعۃ الأولیٰ: ۱۴۰۵ھ /۱۹۸۵م

3 سورۃ النحل ۱۶: ۲۶

4 غمز عیون البصائر ۱:۵۱

5 غمز عیون البصائر ۱:۳۱

6 احمد بن ادریس القرافی، انوار البروق فی انواء الفروق ۱:۴-۹، عالم الکتب بیروت، طبع وتاریخ نامعلوم

7 التطبيقات الفقهية لقاعدة اليسير مغتفر في البيوع، "التمهيد": ۴:۷، الإشراف العلمي: فضيلة الشيخ الدكتور يوسف بن عبد الله الشبيلي-

8 مقالہ ڈاکٹر محمود احمد غازی، قواعد کلیہ اور ان کا آغاز وارتقاء، سہ ماہی مجلہ، بحث ونظر، ص: ۱۴

9 علی حیدر خواجہ امین آفندی، درر الحکام شرح مجلۃ الأحکام ۱:۱۱، دار الجیل بیروت، الطبعۃ الأولیٰ: ۱۴۱۱ھ /۱۹۹۱م

10 زین الدین بن ابراہیم ابن نجیم، الاشباہ والنظائر، ص: ۲۵، دار الکتب العلمیہ بیروت، الطبعۃ الأولیٰ: ۱۴۱۹ھ /۱۹۹۹م--- صحیح البخاری، باب بدء الوحی، رقم: ۱، دار طوق النجاۃ، بیروت، طبع وتاریخ نامعلوم

11 الاشباہ والنظائر ۱:۱۰۰--- علی احمد الندوی، القواعد الفقہیۃ، ص: ۳۵۴، دار القلم دمشق، الطبعۃ الرابعۃ: ۱۴۳۲ھ /۲۰۱۱م--- مسلم، کتاب المساجد، باب السہو فی الصلاۃ، رقم: ۸۸۸

12 الاشباہ والنظائر، ص: ۱۰۵--- السنن الترمذی، کتاب الصلاۃ، باب ماجاء فی الرّجل یصلی، رقم: ۳۶۴، دار الغرب الاسلامی، بیروت، طبع اول: ۱۴۱۸ھ /۱۹۹۸م

13 القواعد الفقہیۃ:۱۳۶--- الاشباہ والنظائر:۱۲۵--- صحیح البخاری، کِتَاب الْجُمُعَۃِ، بَاب السِّوَاکِ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ، حدیث نمبر:۸۳۸

14 الاشباہ، ص:۱۴۰--- القواعد الفقھیۃ، ص:۳۰۸--- السنن الترمذی، ابواب الحج، باب ماجاء فی المحرم یحلق راسہ فی احرامہ، رقم: ۸۷۶

15 القواعد الفقہیۃ:۳۹۰

16 الاشباہ والنظائر، ص:۱۴۱--- سنن دارِ قطنی، کتاب البیوع، رقم:۳۱۲۴، شاملہ، موقع وزارۃ الأوقاف المصریۃ

17 الاشباہ والنظائر، ص:۱۵۰--- القواعد الفقہیۃ، ص:۲۹۳--- سنن ابی داوٗد، کتاب البیوع، باب فی قول النبی ﷺ المکیال مکیال المدینۃ، رقم:۲۸۹۹

18 الاشباہ والنظائر ا: ۱۵۰--- القواعد الفقہیۃ: ۲۹۳

19 القواعد الفقہیۃ، ص:۳۱۶--- صحیح البخاری، کتاب الوضوء، باب من لایتوضا من الشک حتی یستیقن، رقم:۱۳۴

20 الاشباہ والنظائر، ص:۲۲۹--- المعجم الکبیر، قطعۃ من المفقود، رقم:۱۴۰۰

21 القواعد الفقہیۃ، ص:۱۲۳